سالانہ قیمت ہے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے ایڈیٹر
(مینو منزل ۔ وارث روڈ) لاہور
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب
ایم اے ایمپرس روڈ لاہور منیجر

جملہ خطوکتابت و ترسیل زر
بنام منیجر صاحب ہونا چاہیے
اور مضامین و اشتہارات
وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹر
ارسال فرماکر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے ؏

جلد ۵۰ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۱۱- اگست ۱۹۲۲ء | نمبر ۳۲

قطعات

مولینا مولوی نصیر الدین صاحب نصیر کرنالوی

نہیں اجازتِ پرواز اگر تو پھر کیوں ہے
گلہ شکستہ پری کا قفس نشینوں کو
میں اپنی جان سے خود ہاتھ دھوئے بیٹھا ہوں
عبث چڑھاتے ہو تم اپنی آستینوں کو
فلک کمینہ ہے خود ہم کو ہو گیا معلوم
کہ جاہ و مرتبہ دیتا ہے یہ کمینوں کو
جگر میں درد نگہ بیقرار دل بے چین
شبِ فراق میں ہے اضطراب تینوں کو

دل میں مُدام ہے رُخِ محبوب جلوہ گر
اس آئینہ کو خوبیٔ جوہر پہ ناز ہے
مطلق نہیں ہے بدر کو زیور کی احتیاج
کامل نہیں ہے جو اُسے زیور پہ ناز ہے
اپنا غنی ہے گنجِ قناعت سے دلِ نصیر
محتاج ہیں وہ لوگ جنہیں زر پہ ناز ہے

من عاشق دلِ دردآشنا دارم چہ غم دارم
بدل عشقِ حبیبِ کبریا دارم چہ غم دارم
نے ترسم نصیر از خدعۂ ابلیسِ لعیں ہرگز
چہ شد گر بے مددگارم خدا دارم چہ غم دارم

بصد اشتیاق میرم اگر ایں امید باشد
کہ برائے گل فشاندن بمزار خواہی آمد
شود ایں گماں جہاں را کہ شد آفتاب پیدا
تو بروں اگر بایں رُخِ شب تار خواہی آمد
چہ شنید ست ویلاں ز خزانِ ہجر بے تو
چہ شود اگر تو وقتے چو بہار خواہی آمد
گذر از جفا کہ ترسم کہ بہ عرصۂ قیامت
بہ صفِ ستم شعاراں بہ شمار خواہی آمد
اگرت نصیر باشد اثرِ صبوحیٔ عشق
نبود عجب کہ فردا بہ خمار خواہی آمد

غزل

گُل و بُلبل

پھر کُھلی منقارِ بُلبل باغ میں اخبار کے
پر نہ کوئی چپ کرا دے دیکھنا للکار کے
تیری نغمہ سنجیاں گویا ہیں کشتِ زعفران
سر پہ تیرے ہاتھ پھیروں پیار سے پچکار کے
تو بھی گا گا کے رجھا لینا گلوں کو عندلیب
ہو نہ جانا تو کہیں خاموش ہمت ہار کے
تیری اٹھکھیلیاں گُل کو بہت مرغوب ہیں
کام تیرا نہ کہیں صیاد کر دے مار کے

غزل

کھائینگے غم مخالف کچھ اور چپکے چپکے
ہاں گُل بھی کر رہے ہیں یہاں غور چپکے چپکے
کانوں میں میرے آئی آواز اک غیبی
پیتے ہیں بعض مے کا کچھ دور چپکے چپکے
اس سے نہ ہوگے منکر سچی ہے بات میری
کرتے ہیں حیف چوری ہاں چور چپکے چپکے
جوہر نہیں یہ ذاتی کیوں ڈھینگ مارتے ہو
کر دینگے قافیہ تنگ ہم اور چپکے چپکے
ترکِ نفاق کر دو پردہ ہٹا دو دل سے
سمجھا دیا ہے گُل نے ہر طور چپکے چپکے

دُور اہا سے چکور - روہڑ اور نالہ گڈھتک ریلوے لائن بڑی سرعت کیساتھ تیار ہو رہی ہے ۔ خدا کا شکر کہ کشتی کی قید سے تو رہائی ہوگی ۔ گُل

ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا
یہاں کا سب ہے کاروبار اُلٹا

۱۰ مئی سن رواں کے پرچہ میں لکھا ہے کہ مسٹر پال رچرڈ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ یسوع مسیح نے اپنے ایک چیلہ کو ایک گدھا لانے کو بھیجا تھا۔ اب گدھوں کو چیلا لانے کو بھیجا جاتا ہے۔

ہم اس سے بڑھ کر ایک لطیفہ سناتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح نے تو شاگردوں سے فرمایا کہ اگر تم لوگ پھرائے نہ جاؤ یعنی توبہ نہ کرو اور چھوٹے لڑکوں کی مانند نہ بنو تو آسمان کی بادشاہت یعنی بہشت میں ہرگز داخل نہ ہوگے۔ پس جو کوئی آپ کو اس بچہ کی مانند چھوٹا جانے وہی آسمان کی بادشاہت میں سب سے بڑا ہے لوقا ۱۸: ۳-۵ اب بپتسمہ دیتے وقت خادم الدین بچہ کے ماں باپ سے وعدہ لیتے ہیں کہ ہم بچوں کو اپنا نمونہ دینگے۔ کیا خوب کہا ہے مرحوم وزیر نے ؎

زمین کی پوچھو تو بتائے آسمان کی بات
عجب یہ آدمی اُن کا فرشتہ خو آیا

خداوند کے ارشاد کا مطلب تو صاف ہے۔

اوّل۔ کہ بچہ اپنے ماں باپ کے سوا اور کسی کو پیار نہیں کرتے۔

دوم۔ اُنہیں اپنی ضرورتوں کے رفع کرنے کا خود کوئی اندیشہ نہیں۔

سوم۔ جب ماں باپ تنبیہ دیں یا ماریں تو بچے انہی سے لپٹتے ہیں۔

پس ماں باپ کو چاہیے کہ اپنے بچوں کے نمونہ پر اول۔ سوائے خدا کے اور کسی پر اپنا دل نہ لگائیں دوم۔ اپنی ساری احتیاجوں میں باوجود اپنی کوشش بلیغ کے بھی خدا ہی پر بھروسہ رکھیں

کارساز ما بفکر کار ما - فکر ما در کار ما آزار ما

سوم۔ کہ جب خدا تنبیہ دیتا ہے تو اس حالت میں یہ باور کرکے کہ باپ جس بچہ کو پیار کرتا ہے پیٹتا بھی ہے مگر اس وعدہ کے لینے پر کہ ہم اپنے بچوں کو اپنا نمونہ دینگے ہم کیا سیکھ سکتے ہیں یہی کہ۔

اوّل۔ کہ آئندہ پشت در پشت خراب سے خراب اور بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے۔

دوم۔ ماں باپ اپنے بچوں کے سامنے آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ سخت کلامیاں بھی کرتے ہیں بلکہ گالیاں بھی بکتے ہیں۔

سوم۔ شراب تاڑی مفتیات کا استعمال نہ صرف آپ کرتے بلکہ بچوں کو بھی اس میں شامل کرلیتے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو کیا شرابی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا کرتے ہیں۔

اکثر مسیحیوں کے بچے جو مشن اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں اور وہیں بورڈنگ میں رہتے بھی ہیں۔ جب تعطیل کے دنوں میں اپنے گھروں کو آتے ہیں تو جب ان کے ماں باپ حسب عادت اُن کے روبرو آپس میں تکرار اور گالی گفتار کرنے لگتے ہیں تو ان بچوں کو بہت ہی برا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے بچشم خود ایک کم عمر لڑکی کو اپنے باپ کی تکرار کو اپنی ماں کے ساتھ دیکھ کر کہا کہ ہمارا باپ ہماری ماں کو پیار نہیں کرتا۔

اسکولوں میں گو بعض قیود کے سبب سے بچوں کو کچھ شکایت کا موقع تو ضرور ہوتا ہے۔ مگر اس سے کہیں زیادہ اُن کے روحانی فوائد مس صاحبان اور ٹیچرن اور ٹیچرس کے چال چلن کا اثر پڑتا ہے۔ لیکن جو کچھ اُن میں بدی باقی رہ جاتی ہے وہ ماں باپ سے سال میں دو ماہ مل جُل کر رہنے کا نتیجہ ہے۔

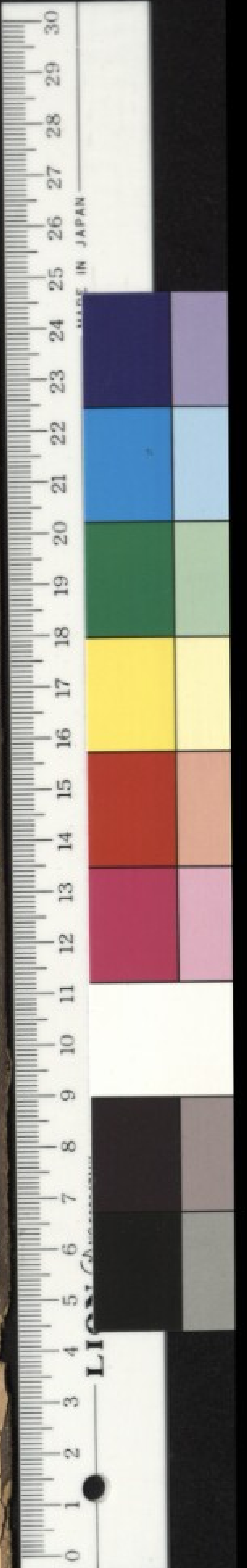
کاش کہ مسیحی ماں باپ سے آئندہ بپتسمہ دیتے وقت یہ قرار لیا جایا کرے کہ ہم اپنے بچوں کی مانند بنینگے اور اپنا کسی قسم کا نمونہ دینے سے ہمیشہ گریز کرینگے۔ بقول شخصے

امید وار بود آدمی بخیر کساں
مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں
کیدار ناتھ منت بسکنہ از کانپور

شیرنی کا دودھ

یہ چیز جس کا نام شرابیوں نے "شیرنی کا دودھ" رکھا ہے۔ ایک قسم کی پینے کی چیز ہے اور اکثر شعرا نے اس چیز کو "پری" کے پیارے نام سے نامزد کیا ہے۔

ہمارے خیال میں شعرا نے اس کا نام پری رکھنے میں ہرگز غلطی نہیں کی۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ لیلا کے عشق میں صرف ایک قیس ہی مجنوں کا خطاب حاصل کرکے اور سوکھ سوکھ کر پنجر بنا اور آخر کار اس دنیا سے چل بسا۔ شیریں کے عشق میں صرف ایک فرہاد ہی کوہکنی کرتا کرتا تیشہ مار کر جاں بحق تسلیم ہوا۔ سوہنی کا عاشق ایک مہینوال تھا جو دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ ہیر کے عشق میں صرف ایک رانجھا ہی جوگی بن کر در بدر خاک بسر پھرا کیا۔ المختصر ان کے سوا اگر کوئی عاشق کسی ماہرو کی سچی محبت میں مرمٹا ہوگا تو وہ بھی ایک ہی ماہرو کا ایسا عاشق صادق اپنی مائی کا ایک ہی لال ہوگا۔ اور اگر کسی حسین مہ جبین نے بھی کسی کو اپنا دیوانہ اور شیدائی بنا کر اس درجہ تک پہنچایا ہوگا کہ وہ اس کی محبت میں مرمٹے تو شاید کسی ایک ہی کو ایسا دیوانہ اور اپنی شمع حسن کا پروانہ بنایا ہوگا نہ کہ سارے عالم کو۔ لیکن یہ خوبی اس "پری" میں پائی گئی ہے۔ جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اس پری نے دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کو اپنی جانب ہی تباہ اور برباد کر ڈالا ہے۔ شاید ہی کوئی ایسی جگہ ہوگی جہاں اس پری کے شیدائی اور فدائی نہ ہوں۔ ہمارے خیال میں اگر ہم غلطی نہ کرتے ہوں تو ہندوستان میں





نورافشان

مطبوعہ ۱۱ - اگست ۱۹۲۲ء

انجیل کی صداقت

ہم نورافشاں نمبر ۲۰ بابت مئی ۱۹۲۱ء میں بیان کرچکے ہیں کہ انجیل کی صداقت کا اعلیٰ ثبوت یسوع مسیح کا مسیح موعود ہونا تھا - خداوند یسوع نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا - اُس کے دعویٰ کے گواہ دنیا میں موجود ہیں - سب سے پہلا گواہ یہودی قوم ہے جس میں خداوند یسوع مسیح پیدا ہوا جو مسیح موعود کی آمد کی شہادت صدیوں پیشتر سے اپنے نوشتوں میں لئے آتی تھی - وہ قوم آجتک زندہ ہے - اگرچہ وہ یسوع ناصری کے ہمارے درمیان مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا - جس پر وہ صلیبی موت سے مارا گیا -

یسوع ناصری کے مسیح موعود ہونے کے دعوے کا دوسرا گواہ رومی قوم ہے جو اس وقت ملک کنعان پر حکمران تھی - اس کی شہادت بھی تاریخ روم میں موجود ہے - جو فی زمانہ اس بات کی گواہی دیتی آئی ہے کہ یسوع ناصری مسیح موعود کے دعوے کے ساتھ یہودیہ میں اُٹھا اور اُس دعوے کے ساتھ صلیبی موت سے مارا گیا -

یسوع ناصری کے مسیح موعود ہونے کے دعوے کا تیسرا شاہد یسوع مسیح کے اپنے معتقد ہیں جو اپنے اُستاد کی مسیحانہ آمد اور مسیحانہ کام وکلام کے پھل تھے اور وہ آجتک موجود ہیں جو تمام دنیا میں اُس کے مسیح موعود ہونے کی منادی کرتے آئے ہیں -

اس کے سوا یسوع ناصری کے مسیح موعود ہونے کا چوتھا گواہ تحریری انجیل مقدس ہے جو اس کی زندگی اور اس کے کام وکلام کا اختصار ہے جسے اُس کے شاگردوں نے قلمبند فرمایا تھا -

مزید براں یسوع ناصری مسیح کے مسیح موعود ہونے کے گواہ مسیحیت کے مخالف مصنف بھی ہیں جنہوں نے فی زمانہ مسیحیت کی مخالفت میں کتابیں لکھیں - ان تمام شہادتوں سے یہ بات اکمل طور سے ثابت ہوچکی ہے اور فی زمانہٖ ثابت ہوتی رہیگی کہ یسوع ناصری نے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا تھا - اُس کے دعوے کی صداقت کو پہلے پہل یہودی قوم کے فرزندوں ہی نے قبول کیا جن کے ساتھ مسیحی مذہب کی یہودی قوم کے حدود کے اندر بنیاد ڈلی - آج کے دن وہ بنیاد ایک مکمل عمارت ہے جسے تمام دنیا دیکھ رہی ہے -

انجیل مقدس جو یسوع مسیح کے شاگردوں کی تحریر کا مجموعہ ہے وہ صفائی سے اس بات کو ظاہر کررہی ہے کہ یسوع ناصری نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا - لوگ جو اُس کے معتقد ہوئے تھے اُسے مسیح موعود یقین کرکے ہوئے تھے - ذیل میں ہم خداوند یسوع مسیح کی زبانی آپ کے دعوے کو پیش کرتے ہیں -

(۱) سب سے پیشتر خداوند نے دعوے کیا کہ نوشتوں میں میری بابت لکھا ہے -

تم کتاب مقدس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی ہے اور یہ وہ ہے جو میری بابت گواہی دیتی ہے - یوحنا ۵ : ۳۹ پھر لکھا ہے اور سارے نوشتوں میں جتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں وہ اُن کو سمجھا دیں - لوقا ۲۴ : ۲۷ - متی ۲۱ : ۴۲ وغیرہ

(۲) اس نے زکریاہ ۹ : ۹ کی بشارت کا آپ کو مبشر بہ ظاہر کیا ہے - وہ گدھی کے بچہ پر سوار ہوکر یروشلم آیا - جیسا کہ متی ۲۱ : ۱ - ۱۱ و مرقس ۱۱ : ۱ - ۱۰ و لوقا ۱۹ : ۹ - ۳۸ و یوحنا ۱۲ : ۱۲ - ۱۵ سے ظاہر ہے

(۳) اُس نے دعویٰ کیا کہ میں نوشتوں کو پورا کرنے آیا ہوں متی ۵ : ۱۷ و لوقا ۲۴ : ۲۷ و یوحنا ۱۹ : ۲۸ و مرقس ۱۴ : ۵۰ و متی ۵ : ۱۷ - ۲۰

(۴) اُس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا لوقا ۴ : ۱۶ - ۳۰ و متی ۱۳ : ۵۴ - ۵۸ و مرقس ۶ : ۱ - ۶ و متی ۱۶ : ۲۰ و ۱۷ : ۹ و یوحنا ۱۷ : ۳ و لوقا ۲۲ : ۶۷ - ۷۱ و متی ۲۶ : ۶۳ - ۶۶ مرقس ۱۴ : ۶۱ - ۶۴ - یوحنا ۱۸ : ۱۲ - ۱۴ و ۱۹ - ۲۴)

(۵) یسوع مسیح کے شاگردوں نے اُسے مسیح موعود تیقین کیا یوحنا ۱ : ۴۱ و ۴۵ و ۴۹ متی ۱۶ : ۱۶ مرقس ۸ : ۲۷ - ۲۹ لوقا ۹ : ۱۸ - ۲۰ تک -

(۶) عدالت دینی اور دنیوی کے آگے اُس نے اپنے مسیح موعود ہونے کا اظہار کیا نمبر ۴ کے آخری حوالوں کو نکالکر دیکھو - اسی اقرار پر یسوع ناصری صلیبی موت سے مارے جانے کے لائق ٹھہرایا گیا - اس کے سوا اس کا کوئی جرم ایسا ثابت نہ ہوسکا جو اُسے موت کی سزا کے لائق ٹھہراتے - پس یسوع مسیح کے مسیح موعود ہونے کے دعوے پر اور کسی کی گواہی درکار نہیں ہے - اگر دیکھا جاوے تو یسوع مسیح کے شاگردوں کے یسوع ناصری کی بابت عقیدہ سے خود نئے عہد کے نوشتوں میں موجود ہیں اُن کی گواہی سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح نظر آسکتی ہے کہ یسوع مسیح کے شاگرد اُسے صدق دل سے مسیح موعود مانتے تھے - اس بات کی انہوں نے ہمیشہ تعلیم دی کہ یسوع ناصری مسیح ہے اور تم منکروں نے اُسے صلیب دے کر مارا - وہ دفن کیا گیا اور تیسرے دن زندہ ہوکر پھر آسمان پر اُٹھایا گیا اور وہ خود اپنے آپ کو انجیلی واقعات کے شاہد مانتے تھے - پس ہم کہتے ہیں کہ خواہ کوئی ہو جو کوئی انجیل واقعات کا منکر ہو کر مسیحائی کا مدعی بنتا ہے وہ ہمارے نزدیک

ضرور کذاب دبطال ودجال اکبر ٹھہرتا ہے۔

اس کے سوا اب یسوع ناصری کے مسیح موعود ہونے کے مفہوم پر غور کرنا ضروری ہے۔ جاننا چاہیے کہ مسیح موعود کا جو مفہوم خداوند یسوع مسیح کے معاصرین سمجھتے تھے اُسے پہلے بیان کرنا ضروری ہے۔ جو مسیح موعود کا مفہوم خداوند یسوع مسیح کے زمانہ کی یہودی قوم میں پایا جاتا تھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہودی قوم سمجھتی تھی کہ مسیح موعود داؤد کی نسل کا ایک زبردست بادشاہ ہوگا۔ جو دنیوی بادشاہوں کی طرح بڑی قدرت واقتدار اور لشکر جرار کے ساتھ آئیگا۔ وہ دُنیا کے تمام بادشاہوں سے جنگ کرکے میدان جنگ میں اُن کو شکست دیگا اور یہودی قوم کو ہمیشہ کے لئے دشمنوں کے ہاتھوں سے رہائی بخشیگا اور اُس کی سلطنت دائمی ہوگی۔ وہ کبھی نہ مریگا۔ بلکہ تا ابد زندہ رہیگا۔ تمام دنیا پر اُس کے وسیلہ سے قوم یہودی اور اُس کے مذہب کی فتح ہوگی وغیرہ یہودی قوم کے اس عقیدہ کا کمی بیشی سے انجیل مقدس میں بھی اظہار کیا ہے۔ چند حوالے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ مثلاً یہودی قوم مانتی تھی کہ مسیح موعود یہوداہ کے بیت الحم میں پیدا ہوگا۔ متی ۲: ۴-۶ وہ اُسے داؤد کی نسل مانتی تھی۔ متی ۲۲: ۴۱-۴۶ مرقس ۱۲: ۳۵-۳۷۔ ولوقا ۲۰: ۴۱-۴۴ یہودی مسیح موعود کی نبوت کے معتقد تھے متی ۲۶: ۶۸ و مرقس ۱۴: ۶۵ وہ اعتقاد رکھتی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا لوقا ۲۳: ۳۵-۳۸ و مرقس ۱۵: ۲۹-۳۲ و متی ۲۷: ۴۰-۴۴ ابتدا میں یسوع مسیح کے شاگردوں کا بھی وہی عقیدہ تھا جو قوم میں مروج تھا۔ متی ۱۸: ۱۔ مرقس ۹: ۳۳ لوقا ۹: ۴۶ و مرقس ۱۰: ۳۵۔

انجیل مقدس کے ان مقامات میں یسوع مسیح کے وقت یہودیوں کے عقائد مسیح موعود کی بابت ظاہر ہوئے ہیں وہ نہایت ادنیٰ اور ناتمام عقائد ہیں۔ ان عقیدوں سے صرف یہ حقیقت ظاہر ہوسکتی ہے کہ یسوع ناصری کے زمانہ میں یہودی قوم کے کہ دل میں مسیح موعود کی سخت انتظاری تھی۔ مگر یہ عقائد مسیح موعود کی ذات وشخصیت پر کافی روشنی نہیں ڈالتے ہیں۔ ان عقائد کو اگر پرانے عہد کی نبوتوں کے مقابل رکھ کر دیکھا جائے تو وہ بالکل ناتمام اور ادھورے عقائد معلوم ہوتے ہیں ان عقیدوں میں جو بڑی بات دیکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ قوم بلاشک مسیح موعود کی آمد کی انتظاری کررہی تھی پر مسیح موعود کی شخصیت اور کام اور انجام کی بابت لوگوں کے عقائد ناقص وناتمام تھے۔ پیشینگوئیوں کی جو مسیح موعود کے حق میں تھیں معانی ومطالب بغیر تکمیل کے سمجھ میں آنے بھی مشکل تھے۔ اس لئے مسیح موعود کی بابت معاصرین وقت کے عقیدے حقیقت پر روشنی ڈالنے کے بجائے اسے مکدر اور گندہ ہلاکررہے تھے۔

مگر خداوند یسوع مسیح جو مسیحائی کا مدعی بنا تو اُس نے مسیح موعود کا مفہوم قوم کو وہ بتلایا جو قوم کے مفہوم کے بالکل خلاف تھا۔ یسوع ناصری کا مسیح موعود اور قوم کے عقائد کا مسیح موعود ایک دوسرے سے متضاد تھا۔ یسوع ناصری کے مسیح موعود کا مفہوم نہایت اعلیٰ اور بلند تھا۔ یسوع ناصری کا مسیح موعود داؤد کا صلبی بیٹا ہی نہ تھا بلکہ داؤد کا خداوند بھی تھا۔ متی ۲۲: ۴۱-۴۶ مرقس ۱۲: ۳۵-۳۷ لوقا ۲۰: ۴۱-۴۴ اس کے مفہوم کا مسیح موعود بااقتدار بادشاہ تو تھا۔ مگر وہ دنیوی بادشاہوں کے آقتدار وشان وشوکت سے خالی تھا۔ یوحنا ۱۸: ۳۷ مقابلہ متی ۸: ۲۰ اس کے مفہوم کا مسیح تمام دنیا کا فاتح تو تھا مگر بغیر دنیوی ہتھیاروں کے فاتح تھا۔ متی ۱۱: ۲۷ یوحنا ۱۶: ۳۳ اس کے مفہوم کا مسیح موعود ایک غریب و بے مقدور، گھر در سے محروم تو تھا مگر وہ عوالم کو پناہ دے سکتا تھا متی ۱۱: ۲۸-۳۰ کا مقابلہ متی ۸: ۲۰ اس کے مفہوم کا مسیح موعود ابن آدم ہی نہ تھا۔ بلکہ ابن اللہ بھی تھا متی ۹: ۶ و ۱۶: ۱۶ اس کے مفہوم کا مسیح موعود صرف شان وشوکت کے تخت پر بیٹھنے والا ہی نہ تھا بلکہ گناہگاروں کے ہاتھوں سے ہر قسم کی ذلت وتکلیف بلکہ صلیبی موت اُٹھا کر اُن کو بچانے والا تھا۔ متی ۱۷: ۲۲-۲۳ متی ۲۵: ۳۵-۴۶ اس کے مفہوم کا مسیح موعود خدمت لینے والا ہی نہ تھا۔ بلکہ خدمت کرنے والا بھی تھا یوحنا ۱۳: ۱۲-۱۷ وغیرہ۔ غرضیکہ یسوع ناصری کے مفہوم کا مسیح موعود یہودی قوم کے مسیح موعود کے عام مفہوم سے صرف مختلف ہی نہ تھا۔ بلکہ یسوع ناصری کے مفہوم کا مسیح موعود نہایت افضل وارفع شخصیت کا تھا جو یسوع ناصری مسیح کی ہی شخصیت ہوسکتا تھا۔ اس کی اور مثال پیدا ہو ہی نہ سکتی تھی۔

جو کچھ عہد قدیم کے مسیح موعود کا مفہوم یسوع ناصری مسیح نے سمجھا تھا اُس کی صحت وصداقت پرانے عہد کی پیشینگوئیوں سے ہر زمانہ کی مسیحی دنیا ثابت کرتی آئی ہے جس میں مسیحی مذہب کی بعثت اول کی سمجھ وتفہیم مقدم ہے جو انجیل مقدس کے نوشتوں کی صورت میں ہم تک پہنچ گئی۔ اُسے پڑھ کر ہر ایک حق پسند اس حقیقت کو دیکھ سکتا ہے کہ یسوع مسیح کے دعاوی کس درجہ تک صداقت کا مرتبہ رکھتے تھے! پس ہم خداوند یسوع مسیح کو اپنی قوم کے مقابل حق بجانب پاتے ہیں۔ اس کا قوم کے عقیدہ کے خلاف اعتقاد رکھنا اور قوم کے رواجی مذہب کے خلاف طریق عمل اختیار کرنا جائز اور درست تسلیم کرتے ہیں جب ہم نے اس حقیقت کو سمجھ لیا ہے تو ہم اسے نہ صرف یہودی قوم کا بلکہ آنے والی دنیا کا اکیلا پیشوا اور فرمانروا تسلیم کرتے ہیں۔

دولت کا استعمال

اتوار کے روز گرجا میں

ایک پاسبان نے ایک دفعہ اپنی جماعت کو دیکھکر کہا کہ یہاں غریب کہاں ہیں؟ مگر جب عبادت کراکر

ولیسٹری میں چندہ گننے لگا تو کہا کہ میری جماعت میں امیر کہاں ہیں؟ پاسبان کا یہ قول ہمارے زمانہ کے لوگوں پر جو روپیہ کو اپنی مرضی پوری کرنے کے لئے رکھتے ہیں اور دوسروں کے حق میں دعا کیا کرتے ہیں کہ ان سے خدا کی مرضی پوری ہووے کیسا ٹھیک چسپان ہوتا ہے؟ اس سے بڑھ کر ہمارے عبادت خانوں کی جماعتوں اور اُن کی عبادتوں اور ان کی خیراتوں پر کیسا درست صادق آتا ہے؟ کیا ہم اپنی دولت خدا کی مرضی کے موافق خرچ کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیا ہم خدا کا حصہ خدا کو دیتے ہیں؟

حقدار کا حق وقت پر دینا چاہیئے۔

ایک غیر مسیحی لڑکی مسیحی خاندان میں نوکر تھی وہ اچانک سخت بیمار ہوگئی اور بچنے کی امید نہ رہی۔ اس کی مسیحی مالکن کو خیال آیا کہ اُسے مرنے سے پہلے خداوند مسیح مسیح کی محبت کا پیغام سنائے۔ لڑکی نے صبر کے ساتھ تمام باتیں سُنیں۔ اپنی مالکن سے پوچھا کہ آپ کو مسیح مسیح کی محبت کی یہ باتیں کب سے معلوم تھیں۔ اُس نے جواب دیا کہ تیس برس سے مجھے ان باتوں کا علم ہے۔ تب اس بیمار لڑکی نے نہایت افسوس کے ساتھ اپنی مالکن سے کہا کہ آپ نے سخت غضب کیا کہ یہ باتیں میرے والدین کو نہ سنائیں وہ ان تمام اچھی باتوں کی طرف سے بے خبری میں مر گئے؟ کتنے مسیحی آقا اپنے غیر مسیحی نوکروں کو یسوع مسیح کی انجیل سناتے ہیں! انہیں یسوع مسیح کی محبت کے پیغام دیتے ہیں؟ کیا وہ اپنی غفلت سے اپنے غیر مسیحی بھائیوں کا نقصان نہیں کر رہے؟ کیا وہ اُن کو قیمتی دولتوں اور نعمتوں کے فائدہ اٹھانے سے محروم نہیں کر رہے۔ حقدار کا جو حق وقت پر نہیں پہنچاتا وہ غاصب ہے۔

چھوٹی چھوٹی رکاوٹیں

اکثر ایمانداروں کی نظروں میں بڑے بڑے گناہ رہتے ہیں جن سے وہ بچنے کی کوشش کیا کرتے ہیں بلاشک یہ اچھی بات ہے کہ آدمی بڑے بڑے گناہوں سے بچے۔ کیونکہ بڑے گناہوں کا ارتکاب بڑا نقصان کرتا ہے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے گناہ بھی سخت خطرناک ہوتے ہیں۔ اِن کا نقصان عموماً کم نظر آتا ہے۔ مگر خوفناک ہوتا ہے۔

ایک دفعہ میں نے راستہ کے کنارے بڑا بھاری گرا ہوا درخت پڑا دیکھا۔ اُس کی ظاہری صورت و شکل بالکل اچھی تھی جب اُسے سرے پر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسے اندر سے دیمک نے بالکل مٹی کر دیا تھا۔ دیمک کتنا چھوٹا کیڑا ہے۔ ایسے ہی بعض لوگ بڑے بڑے گناہوں سے بچتے ہوئے بھی چھوٹے چھوٹے گناہوں سے کھائے گئے ہیں۔ ان کی ظاہری صورت و شکل تو آدمی کی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن باطن میں خاک بھری ہے وہ سڑے گلے پڑے ہیں۔

آدمی کو بڑے بڑے گناہوں سے بچنا چاہیئے۔ پر چھوٹے گناہوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے حسد کینہ۔ غیبت۔ لالچ وغیرہ چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں پر اگر اُن کا بروقت تدارک نہ کیا جائے تو یہ آدمی کو نگل جاتے ہیں۔

خدا پرست کی کُڑھن

زبور ۳۷، ۱-۷ اور ۸ آیتوں میں آیا ہے کہ بدکاروں کے سبب تو مت کُڑھ۔ خداوند کی طرف چپکے سے رجوع لا۔ اور اس کے انتظار میں ٹھہر رہ۔ اس شخص کے سبب جو اپنی راہ میں کامیاب ہوتا ہے اور بُرے منصوبے باندھتا ہے۔ مت کڑھ۔

دنیا میں خدا پرست کو اپنے ہی دکھ نہیں ستاتے اُسے اپنی ہی کمزوریاں پریشان نہیں کرتی ہیں۔ پر اپنے بھائیوں کی آزادگیاں اُن کی بد اندیشیاں اور بد اعمالیاں۔ اُن کی شیخیاں۔ گھمنڈ کی بڑی بڑی باتیں ان کے ظلم و شر کے منصوبے اُسے سخت دکھ دیا کرتے ہیں۔ جب وہ شر سے عدم تعاون کر کے وہ اشرار کی آزادگیوں کو دیکھتا ہے اور یہ بات معلوم کرتا ہے کہ ان کے ظلم و شر کے ہاتھ کو روکنے والا کوئی نہیں تو وہ سخت دکھی دل ہوتا ہے بلکہ اپنے آپ میں کڑھتا ہے۔ اُس کی غیرت کے شعلے اُٹھتے اُٹھتے بجھ جاتے ہیں۔ رنج اور افسوس کی سردی انہیں بجھا دیتی ہے۔ وہ آپ ہی آپ ذہنی تکالیف سے ماہی بے آب کی طرح بے چین ہونے لگتا ہے۔ اپنے دل میں کہتا ہے کہ کیا تنگی و مصیبت آزردگی اور پریشانی خدا پرستی کا ہی حصہ بخرہ ہیں؟ دیکھو ظالم ہر طرف سے آزاد ہے اس کا کوئی مزاحم نہیں ہے۔ لیکن خدا پرستوں کے لئے الٰہی پیغام یہی ہے کہ "تو بدکاروں کے سبب مت کڑھ"۔ خداوند کی طرف چپکے رجوع کر۔ دنیا کی تمام بے ضابطگیوں اور بے قاعدگیوں کے دکھ سے چھٹکارے کی یہی صورت ہے کہ خدا پرست چپکے سے خدا کی طرف رجوع کرے۔ جب ایماندار اپنی آنکھیں خدا سے ہٹا کر انسان پر لگاتا ہے تو اُس کے حصہ میں کڑھن کے سوا کچھ نہیں آتا۔

دو بولشوکوں کو سزائے قید

پیرس دار الخلافہ فرانس سے تار مظہر ہے کہ وہاں پر دو بولشوکوں کو اس جرم میں ۵ سو فرنک جرمانہ کیا گیا ہے کہ اُنہوں نے بعض ایسے بیانات شائع کئے تھے جن میں فوجی سپاہیوں کو افسران کے احکام کی خلاف ورزی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (کیسری)

کیا تمام ایشیا تئیس دن کے اندر تباہ ہو جائیگا؟

(منقول از انگلش مین)

معاصر "انگلش مین" کا خاص قائم مقام لکھتا ہے کہ ویڈروار کی صبح کو ایشیا کی تئیس دنوں کے اندر بربادی کی پیشینگوئی مطالعہ کرنے کے بعد جب میں گھر سے نکلا تو میرے دماغ میں عجیب و غریب خیالات چکر لگا رہے تھے۔ میرے دل پر کسی قسم کا بوجھ نہیں تھا۔ کیونکہ میں خیال کرتا تھا کہ دفتر کے ظالم مالک یقیناً تئیس دن مجھے میری حسب منشا گذارنے کی اجازت دے دینگے۔ اور بازار میں لوگ رنگ رلیاں مناتے نظر آوینگے۔ دوکاندار اپنی اشیاء بلاقیمت تقسیم کر رہے ہونگے۔ لیکن جب میں بازار میں پہنچا تو حالات بالکل میری توقع کے خلاف نکلے۔ پولیس مین حسب معمول اپنے اسلحہ چمکا رہے تھے اور دائیں بائیں چلنے کا حکم دے رہے تھے۔ غلط راستہ چلنے والوں سے بازپرس کیجاتی تھی۔ ٹریم کاریں بھی گلی کوچوں میں چکر لگا رہی تھیں۔ کوچوان گھوڑوں کو ہنٹر مار مار کر چلا رہے تھے۔ تمام دکانیں کھلی ہوئی تھیں۔ قصہ مختصر جب میں دفتر میں پہنچا تو مجھے کہا گیا کہ میں شہر کے سب سے بڑے ماہر زمان کے مکان پر جا کر اس سے ملاقات کروں اور فلیڈلفیا کے ڈاکٹر نوبلز کی پیشینگوئی کے متعلق اس کی رائے دریافت کروں۔ میں بڑے شوق اور دلچسپی کے ساتھ ماہر کے مکان میں داخل ہوا۔

جس وقت وہ چٹانوں کی عمروں کے تعلق پیچیدہ تخمینے لگا رہا ہو۔ اس وقت اسے مخاطب کرنا تکلیف کو دعوت دینا ہے۔ لیکن میں دلیری کے ساتھ کمرہ میں داخل ہوا اور میں نے اُسے پوچھا کہ کیا یہ خاتمہ ہے؟

ماہر:۔ کس کا خاتمہ۔ میں ایک خاص مضمون میں مشغول ہوں میں نے تو ابھی اُسے ختم نہیں کیا ہے۔

میں:۔ نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ کیا ہم تئیس دنوں کے اندر زمین سے اُڑ کر آسمان پر چلے جاوینگے۔

ماہر:۔ میں تو نہیں جاؤنگا۔ البتہ اگر تم فوراً اس کمرہ سے باہر نکل گئے تو تم ضرور چلے جاؤ گے۔

اس پر میں نے سنجیدگی اختیار کر لی اور دریافت کیا کہ ڈاکٹر نوبلز کی یہ پیشینگوئی کہ بوڈاپسٹ کے گردو نواح میں سر آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے کی وجہ سے تمام ایشیا تباہ ہو جائیگا کہاں تک درست ہے اور اس کی کوئی وجہ بھی بیان کی جا سکتی ہے۔

ماہر:۔ میں نہیں جانتا کہ ڈاکٹر نوبلز نے اس عجیب و غریب پیشینگوئی کے بارہ میں سائنس کے کون سے دلائل دیئے ہیں۔ مجھے تو یہ اخباری گپ معلوم ہوتی ہے جیسا کہ عام طور پر اخبار نویس بے خبر پبلک کو حیران و پریشان کرنے کے لئے ایسی خبروں کی اشاعت دیتے رہتے ہیں۔ تئیس دن گذارنے کے لئے جو تجاویز میں نے سوچی تھیں ان سب پر پانی پھر گیا۔ اور میں بڑی احتیاط کے ساتھ ماہر کی جانب متوجہ ہوا۔

ماہر نے دلائل دینی شروع کیں۔ اُس نے کہا تبدیل جیسی کہ ڈاکٹر نوبلز نے بیان کی ہے اپنی نوعیت کے لحاظ سے عدیم المثال ہے۔ ایشیا کی تباہی یا جزوی یورپ کے ایک حصہ کی تباہی کوئی معمولی تبدیلی نہیں ہوگی۔ آنے والے بھونچال کی گڑگڑاہٹ بھی زلزلہ آنے سے پیشتر سننے میں نہیں آئی۔ اور قدرت اپنے قوانین کی ایسی سختی کے ساتھ پابندی کرتی ہے کہ بھونچال کی وجہ سے جو ہلچل پیدا ہوتی ہے وہ خاص حلقہ تک محدود رہتی ہے۔ ہندوستان میں بھونچال کے اثرات کو محسوس کرنے والے آلات نے اس بات کی کوئی علامات ظاہر نہیں کی ہیں کہ زمین کی سطح کے نیچے بڑی بھاری خرابی رونما ہو گئی ہے ویسوویس آگ اُگلتا رہتا ہے لیکن اُس کے نزدیک جو پہاڑ ہیں انہوں نے کبھی اس قسم کی سرگرمی کے آثار نہیں ظاہر کئے۔ یورپ میں سلسلے کے آتش فشاں پہاڑ ہیں۔ لیکن یہ بوڈاپسٹ کے متصل نہیں ہیں۔

بوڈاپسٹ جیولوجیکل اصلاح میں ایک نیا ملک ہے بوڈاپسٹ کی زمین مضبوط ہے۔ بوڈاپسٹ کے گردو نواح میں سر آتش فشاں پہاڑوں کی نمود اس کی وجوہات ڈاکٹر نوبلز کے سوا اور کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن جہاں تک جیولوجیکل واقعات کا تعلق ہے بوڈاپسٹ کی نوآبادی ایسی نہیں ہے کہ وہ آتش خیز پہاڑ سر نکال سکیں۔

ہندوستان میں آج تک تین نہایت ہی خوفناک بھونچال آئے ہیں۔ پہلا ہولناک زلزلہ ۱۲ جولائی ۱۸۹۷ء کو آسام میں محسوس کیا گیا۔ بعد دوپہر ۵ بجکر ۱۵ منٹ پر گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور ۲½ منٹ تک جھٹکے آتے رہے۔ اس کا اثر ایک لاکھ پچاس ہزار مربع میل تک محسوس کیا گیا۔ شیلانگ تو بالکل تباہ ہو گیا تھا۔ دس منٹ کے اندر کھنڈرات ہی کھنڈرات نظر آنے لگ پڑے تھے۔ کلکتہ کی بعض عمارات کو بھی اس سے نقصان پہنچا تھا اور شہر میں دہشت و سراسیمگی کا عالم طاری تھا۔ اس بھونچال کی وجہ سے سلسلہ نامہ و پیام منقطع ہو گیا تھا۔ کھمبوں میں خم آگئے تھے۔ ریل کی پٹڑیاں اپنی جگہ سے ہل گئی تھیں پہاڑیاں اُکھڑ کر زمین پر گر پڑی تھیں۔ میدانوں و کھیتوں میں گڑھے پڑ گئے تھے جن میں سے ریت و پانی کثیر مقدار میں نکل آیا تھا۔

دوسرا قابل ذکر بھونچال کانگڑہ وادی کا ہے



بھونچال ۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو محسوس ہوا تھا صبح تین بجے کا وقت تھا اور لوگ سوئے پڑے تھے جبکہ زوردار جھٹکے محسوس کئے گئے۔ جو اشخاص کہ دومنزلہ مکانوں پر سوئے ہوئے تھے انہیں دس سیکنڈ بھی نیچے اتر کر جان بچانے کے لئے نہیں ملے بھونچال کے بعد نصف سے زیادہ آدمی لقمۂ اجل ہوتے دیکھے گئے۔ اس زلزلہ کے اثرات ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں محسوس کئے گئے تھے۔

تیسرا بھونچال اپر برما میں ۲۳ مئی ۱۹۱۲ء کو آیا تھا اس میں کوئی نقصان جان نہیں ہوا تھا۔ پانچ مکانات گر گئے تھے۔ انڈلے میں ۱۳ مکانات کو سخت نقصان پہنچا تھا۔ چونکہ ہندوستان ہمالیہ کے دامن میں واقعہ ہے۔ لہذا یہاں بھونچال عام طور پر آتے رہتے ہیں۔ اور ہندوستان کی زمین بھی مضبوط نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کے لئے میرا یہ بیان حیرت انگیز ہے کہ ہندوستان میں ہر روز بھونچال آتے ہیں

ڈاکٹر بے کانگن نے دنیا کے ہولناک زلزلوں کے متعلق حسب ذیل رپورٹ مرتب کی ہے۔

مرکز زلزلہ	سال	زیر اثر رقبہ مربع میل
لزبن	۱۷۵۵ء	۲۲۴۰۰۰۰ 〃
نیومیڈرڈو	۱۸۱۱ء	۱۲۵۰۰۰۰ 〃
چارلسٹن	۱۸۸۶ء	۲۸۰۰۰۰۰ 〃
ریورا	۱۸۸۷ء	۲۱۹۰۰۰ 〃
سینورا (میکسکو)	۱۸۸۷ء	۵۰۰۰۰۰ 〃
جاپان	۱۸۹۱ء	۳۳۰۰۰۰ 〃
آسام	۱۸۹۷ء	۱۷۵۰۰۰۰ 〃
یکوٹاٹ بے (الاسکا)	۱۸۹۹ء	۱۵۳۹۰۰۰ 〃
کانگڑا	۱۹۰۵ء	۱۵۰۰۰۰۰ 〃
سان فرانسسکو	۱۹۰۶ء	۳۷۲۷۰۰ 〃
برما	۱۹۱۲ء	۳۷۵۰۰۰ 〃

مندرجہ بالا رپورٹ کو مطالعہ کرنے کے بعد یہ اندازہ لگانا ناممکن ہے کہ کس قدر زبردست بھونچال تمام ایشیا کو نقشہ پر سے مٹا سکتا ہے۔ چونکہ ڈاکٹر زوبل نے یہ تشریح نہیں کی کہ وہ کس طرح اس نتیجہ پر پہنچا کہ بوڈاپسٹ کے گرد و نواح میں آتش خیز پہاڑ نمودار ہونگے یا ایشیا کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لئے کونسی وجوہات اُس کے پاس ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر زوبز کی پیشینگوئی کوئی معنے نہیں رکھتی۔

قید میں تھا تم میرے پاس نہیں آئے

گذشتہ سے پیوستہ

پھر اسی سرخی کے تحت میں آپ فرماتے ہیں کہ "اہل ہند عموماً اور عدم تعاونی خصوصاً اہل جہان ہیں۔ عجب ہے کہ اہل ہند کے مصائب سے یسوع مسیح کو ہمدردی نہیں وہ اکتیس کروڑ ہند کی بھولی بھٹکی بھیڑوں کو ڈھونڈنے نہیں آیا۔" غرض یہ ہے کہ اس وقت ڈھونڈنے کا نہ تو سوال ہے اور نہ ان کے مصائب سے ہمدردی کا سوال ہے۔ پر سوال یہ ہے کہ وہ مسیحی ہیں یا نہیں۔ اب اگرچہ اس موقعہ پر خدا کی ہمدردی اور ڈھونڈنے کی بحث نہیں ہے لیکن تاہم آپ کی تسلی کے لئے عرض کرتا ہوں کہ وہ ہمدرد تو ہے پر آپ کے ساتھ ہمدرد ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ مسیحی ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ خدا کی ہمدردی کا دعوے کر کے حقیقی واقعات کے خلاف خدا سے بھی یہ کہلا دیں کہ وہ مسیحی ہیں۔ پھر وہ ڈھونڈتا بھی ہے لیکن آپ کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اُن کو ڈھونڈ کر پا لیا اور طرفہ تر یہ ہے کہ آپ پھر بھی اُن کے ساتھ مسیحیوں کے سے حقوق کا دعوے کرتے ہیں میں نے اپنے پہلے مضمون میں آپ سے یہ دریافت کیا تھا کہ آپ فرمایئے کہ اُن میں سے کوئی بھی یہ کہتا ہے کہ میں مسیحی اصولوں کی کوشش کرتا ہوا جیل میں جا رہا ہوں۔ یا اپنے مذہبی اصولوں کا راگ گا رہے ہیں اور آپ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا (۲) کیا آپ قطعی طور پر یہ بتا سکتے ہیں کہ نان وائلینٹ کسی اور پالیسی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے جواب میں بھی خاموش ہیں پھر آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ "وہ رومی حکومت کے مخالفوں کو صلیب پر تسلی دے سکتا ہے۔ مگر ہندوستان کے عدم تعاونیوں سے ہمدرد نہیں ہو سکتا۔" عرض یہ ہے کہ یہودیوں کے لئے خداوند نے معافی کی دعا ضرور کی پر اس میں دو باتیں شامل ہیں (۱) کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا کرتے ہیں (۲) کہ وہ اس فعل کے لئے سخت گنہگار ٹھہرے۔ کیا آپ عدم تعاونیوں کے حق میں بھی یہ دونوں باتیں ماننے کے لئے تیار ہیں۔ (۳) خداوند نے ان کو رومی حکومت کے خلاف گناہ کرنے کی نسبت تسلی نہیں دی۔ پر اُس کے حق میں جو اُنہوں نے گناہ کیا تھا اُس کو معاف کر کے تسلی دی۔ لہذا اس مشابہت میں بھی آپ کی اُمید پوری نہیں ہو سکتی پھر آپ بہت ہی خفا اور دست و گریباں تک اتر آئے۔ سنیئے آپ فرماتے ہیں کہ "اگر یسوع مسیح انہیں سے ہمدرد ہو سکتا ہے جو گورنمنٹ کے دوست ہیں۔ جن کا دین و ایمان تعزیرات ہند پر ہے اور یہی اُن کی بائبل ہے وغیرہ۔" کیوں جناب جو قانون کی پابندی کرتے ہیں۔ تو یہ نتیجہ آپ نے کیونکر نکالا کہ وہ قانون اس کا دین و ایمان ہے (۲) اور یہ کون اصحاب ہیں جو انجیل کے بجائے قانون ہی کو اپنی بائبل مانتے ہیں۔ جب تک آپ صاف طور پر معہ ثبوت حوالہ نہ دیں یہ گول مول گالیاں دینا اور ناحق الزام لگانا بالکل نا زیبا ہے۔ اور ہماری بحث پر اس کا کچھ اثر نہیں ہو سکتا پھر آپ فرماتے ہیں کہ ہم انجیل یسوع مسیح کا ذکر کر رہے ہیں جس کے شاگرد حکومت کے ہاتھوں فی زمانہ قید بھگتتے آئے ہیں

اور اب بھی بھگت رہے ہیں"۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہمدرد ہونے کو تیار ہیں اگر آپ صاف طور پر بتلادیں کہ مسیح کے کون سے شاگرد قید بھگت رہے ہیں وغیرہ اور خصوصاً انجیل کی خاطر۔ پھر آپ موٹے الفاظ میں فرماتے ہیں کہ "عدم تعاونی ہمارے مخدوم ہونے کے لائق ہیں اور فرماتے ہیں کہ لاریب عدم تعاونی مسیحی حکومت کا جیل ہیں۔ اور ایسے افراد ہیں جو مسیحی حکومت کے لئے فخر کا باعث ہیں سچ ہے۔ کس نیاموخت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد۔ ہم اس کی نسبت صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہ امر ہماری بحث سے بالکل خارج ہے۔ لہذا ہمارے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہم بھی مسٹر گاندھی اور بعض صاحبان کو عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہنے کو تیار نہیں کہ دنیا میں مشکل سے کوئی اُن کا ثانی مل سکتا ہے۔ پھر گورنمنٹ کو چھوڑ کر مشنری صاحبان کی شہادت پیش کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشنری صاحبان جو یہاں انجیل لائے جس کی تعلیم ظالم کا مقابلہ نہ کرنا۔ عدم تشدد و نیز عدم تعاون ہے۔ ہند کی ان معانی کی بیداری کو جنرل اسمبلی تک نے مشنری محنتوں کا نتیجہ تسلیم کیا ہے (جنرل اسمبلی نے ان معانی کے ساتھ تسلیم کرلیا ہے براہ مہربانی حوالہ ارقام فرمایئے۔ ورنہ محض غلطی ہی) پس آپ جو عدم تعاونی اصحاب کو خدا کے سب سے بڑے گنہگار سمجھے ہوئے ہیں غلطی پر ہیں۔ وہ ہند کی مسیحی گورنمنٹ اور مشنری مسیحیت کے بچے ہیں۔ لہذا آپ کا حکومت کے عدم تعاونی اصحاب سے ہمدردی کرنا خلاف حکومت فعل تصور کرنا حکومت سے بھی دس قدم آگے بڑھ جانا ہے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ میں اُن کو بڑا گنہگار سمجھتا ہوں بالکل ہی غلط ہے۔ فرمایئے کہ میں نے اپنے پہلے مضمون میں کس جگہ اس امر پر بحث کی کہ وہ بڑے گنہگار ہیں۔ بیشک میں انجیل اور عقل کی رو سے عدم تعاون کو بُرا سمجھتا ہوں اور جس کا نتیجہ بعض صورتوں میں بہت ہی خطرناک ثابت ہوا ہے اور اغلب ہے کہ اس کا نتیجہ آئندہ میں اور بھی زیادہ خطرناک ہو۔ لیکن اگلے مضمون میں صرف یہ دعویٰ کیا تھا کہ عدم تعاون۔ عدم تشدد پروفیسر راجو صاحب کے خیال سے عدم تشدد نہیں۔ بلکہ عین تشدد ہے۔ موجودہ مضمون میں کسی قدر اس پر بحث کی ہے۔ لیکن یہ پھر کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ بڑے گنہگار ہیں اور عدم تعاون کی نسبت کہ وہ خطرناک ہے۔ عموماً مسیحیوں کی بھی یہی رائے ہے۔ آل انڈیا کرسچن کانفرنس کے پریذیڈنٹ کی بھی یہی رائے تھی۔ پر میرا اور آپ کا خاص امر بحث یہ ہے کہ آیا آپ کا دعوے کہ خداوند مسیح انجیل کے بیان کے مطابق عدم تعاونیوں کے ساتھ جیل خانہ میں ہے یا نہیں۔ اسی کی خاص تردید پہلے مضمون میں کی گئی تھی۔ اور اس جواب الجواب میں بھی خصوصاً اسی امر کی تردید کی گئی ہے (۲) کہ وہ مسیحیت کے بچے ہیں۔ اس سے آپ کے دعوے کا کچھ ثبوت نہیں ہوتا۔ جنرل اسمبلی اگرچہ بیداری ہند کی قائل ہے اور میں بھی قائل ہوں پر اس کے ساتھ وہ عدم تعاون کی تعلیم کی قائل نہیں اور نہ وہ یہ مانتی ہے کہ عدم تعاونی مسیحی ہیں اور عموماً کوئی مسیحی بھی اسکو نہیں مانتا اور آپ کا فرمانا کہ میں گورنمنٹ سے بھی دس قدم آگے بڑھ گیا ہوں اس کا بھی آپ نے کیا ثبوت پیش کیا۔ ہاں شاید آپ کو یہ ناگوار گزرا کہ میں نے ان کے مسیحی ہونے کی کیوں تردید کی اگر اس میں گورنمنٹ سے دس قدم آگے بڑھ گیا تو کچھ بے جا نہیں کیا۔ جو میرے عہدہ اور پادریت پر نہ سجتا ہو۔ بلکہ یہ تو میرا عین فرض ہے کہ اگر میرے امکان اور قابلیت کے احاطہ سے باہر نہ ہو تو بلاخوف ایسے تمام مضامین کی جو انجیل مقدس کی تعلیم کے خلاف ہوں تردید کروں۔ مگر آپ نے عدم تعاونی اصحاب سے ہمدردی کرنا خلاف حکومت فعل تصور کرنا حکومت سے بھی دس قدم آگے بڑھ جانا ہے"۔ اس کی نسبت کچھ صاف صاف نہیں فرمایا کہ میں کیونکر دس قدم آگے بڑھ گیا اور آپ یہاں پر کس قسم کی ہمدردی کا خیال کرتے ہیں جس کو میں منع کرتا ہوں۔ پھر آپ اُن کے مخدوم ہونے کی نسبت فرماتے ہیں کہ "وہ بات لوگوں کی گواہی ہے"۔ اس سے یہ حقیقت روشن ہو جائیگی۔ کہ اُن کی کوشش مسیحی ہونے کی ہے"۔ اگرچہ ہم اسکا جواب اوپر دے آئے ہیں کہ آپ کی امید کی دلیل قطعی نہیں ہو سکتی۔ لیکن پھر بھی آپ اسی امید پر فرما رہے ہیں کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ بروقت تقسیم بائیں طرف بکریوں میں شامل ہونگے۔ مگر جناب من آپ کے پاس یقین کا کونسا سارٹیفکیٹ ہے کہ وہ ضرور مسیحی ہو کر انتقال فرمائینگے اور اس لئے بائیں طرف والوں میں نہ ہونگے۔ آپ نے کوئی صاف مثال اپنی گواہیوں میں بھی پیش نہ کی۔ صرف قیاسی ڈھکوسلوں سے کام لیا ہے۔ ان اخباروں کی گواہیوں میں کوئی اخبار یہ نہیں کہتا کہ وہ مسیحی ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یا مسیحی ہو جائینگے۔ صرف بندے ماترم کا ایک فقرہ ہے جس سے کچھ پتہ نہیں لگتا۔ کہ وہ یقین کس معنی میں استعمال کرتا ہے اور نہ آپ اس اخبار سے اس فقرہ کی پہلی اور پچھلی عبارت نقل کی ہے کہ جس سے ہم کو زیادہ روشنی مل سکتی۔ زمیندار یہ نہیں کہتا کہ وہ مسیحی ہونے کی کوشش میں صرف یہ کہہ رہا ہے کہ عدم تشدد کی روح گاندھی نے پھونک دی۔ اسٹیٹسمین سے صرف معلوم ہوتا ہے کہ وہ یعنی مسٹر گاندھی عبادتوں میں کبھی کبھی شریک ہوا کئے ہیں اس سے ان کے مسیحی ہونے کی کوشش پر کیا دلیل نکلی۔ وہ عموماً کل مذاہب

کو سچا مانتے ہیں۔ پس وہ کبھی مسیحیوں میں مسیحی بھی بنجائیں۔ اگر ایسا وہ کر سکیں اور مسلمانوں میں مسلمان اور بودھوں میں بودھ۔ تاہم وہ ہندو کے ہندو ہی رہینگے ..... پھر انڈین وٹنس کی شہادت تو آپ کی سی امید پر قائم کی گئی ہے۔ جو کبھی ہند کا پایا مسٹر محمد علی کی نسبت کہ وہ بائبل پڑھتے ہیں اس میں آپ کا مقصد کیا ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ کس غرض سے پڑھتے ہیں۔ اغلب ہے کہ اس سے اسلام کی صداقت پر کوئی دلیل نکالیں۔ یا مسیحیت پر زیادہ نکتہ چینی کرنے کا مقصد ہو۔ مگر یہ آپ کو کیونکر خواب ہوا کہ وہ بائبل کو اس لئے پڑھتے ہیں کہ وہ مسیحی ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر انڈین اسٹینڈرڈ کا بھی عجیب فقرہ اقتباس کیا ہے کہ مسٹر گاندھی نے اپنے مسیحی کیرکٹر کو کبھی نہیں چھپایا۔ کیا انڈین اسٹینڈرڈ ان کو مسیحی تصور کرتا ہے کہ انہوں نے مسیحی ہو کر ہندو مسلمانوں میں اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا چاہا اگر یہ ہو تو محض غلط۔ اگر یہ نہیں ہے تو کسی اور معنی کا لباس پہنا کر پیش کیجئے۔ اس وقت ہم پھر جواب دینگے۔ پس آپ کی پیش کردہ گواہیاں کل کی کل قابل سماعت نہیں نکلیں (۲) آپ جس بنیاد پر ان بعض نان کو اپریٹر اصحاب کو مسیحی ہو جانے کی کوشش میں لگا ہوا بتلاتے ہیں وہ عدم تشدد کی تعلیم ہے۔ یعنی یہ تعلیم مسٹر گاندھی نے انجیل مقدس سے حاصل کی ہے اور اس لئے وہ اور دیگر نان کو اپریٹرس مسیحی ہو جانے کی کوشش میں ہیں۔ مگر اس میں بھی آپ غلط راستے پر جا رہے ہیں کیونکہ مسٹر گاندھی جیسا آپ سمجھ رہے ہیں وہ خود ایسا نہیں کہتے ہیں۔ چنانچہ اخبار ہمدم مطبوعہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۲ء میں عدم تشدد کی تعلیم کی نسبت مسٹر گاندھی یوں فرماتے ہیں۔ "عملی صورت عدم تشدد کی یہ ہے کہ ہر جاندار کے ساتھ نیکی کی جائے۔ عدم تشدد خالص محبت ہے۔ میں نے ہندوؤں کی مقدس کتابوں انجیل اور قرآن میں پڑھا ہے۔" پس ان کے بیان سے مسیحی مذہب کی کوئی تخصیص نہیں پائی جاتی۔ اس بیان سے اگر ہمارے مسلمان بھائی یہ کہنے لگیں کہ وہ مسلمانی اصولوں کی کوشش کرتے ہوئے مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ تو آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ تین مسیحی بھی جیل میں گئے۔ بالفعل ہم اتنا ہی عرض کرینگے کہ گورنمنٹ نے جس اصول پر دیگر ہندو اور محمدی صاحبان کو جیل میں بھیجا اسی اصول پر ان کو بھی جیل بھیج دیا۔ اس میں گورنمنٹ نے انصاف کیا۔ آپ نور افشاں کے دفتر سے اس پرچہ کو منگوا کر پڑھیں جس میں مسٹر گاندھی کے جیل میں جانے پر نور افشاں نے اپنی رائے ظاہر کی۔ میرے پاس سے وہ پرچہ کھو گیا ہے۔ اگر اڈیٹر صاحب نور افشاں میرے پاس اس پرچہ کی ایک کاپی بھیج دیں تو میں اس کی قیمت بھیج دونگا اور آپ کی خدمت میں وہ رائے بھی لکھ بھیجونگا اگر آپ کے نام نامی سے مجھے واقفیت ہو جائے۔ پس اسی رائے سے کچھ نہ کچھ ملتی ہوئی میری رائے ہے پھر آپ حقیقی مسیحیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ان میں ایک طرف گاندھی وغیرہ جیسے لوگ ہیں اور دوسری طرف خداوند خداوند کہنے والے لوگ ہیں۔ لہذا آپ فیصلہ کریں"۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ دونوں فریق انجیل کے مطابق بکریوں میں شمار ہونگے۔ تاوقتیکہ پہلے لوگ مثل گاندھی کے خداوند مسیح پر ایمان لا کر اور اس کا اقرار کر کے بپتسمہ لیں۔ پچھلے صاحبان توبہ کر کے خداوند مسیح کے فرمانبردار نہ بنیں۔ اب آپ کے آخری اعتراض کی نسبت جس میں آپ دعوے کرتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے وفادار رہ کر یہ کہتے کہ ہم لوگ گورنمنٹ کے وفادار نہیں تو ضد ہوتی۔ اور جس حال کہ ہم یہ نہیں کہتے تو یہ ضد نہیں۔ اور اس کے بعد جو آپ فرماتے ہیں کہ "ہم گورنمنٹ کے وفادار رہ کر بقول آپ کے گورنمنٹ کے مخالفوں سے ہمدردی کریں۔ اس بات کو ضد قرار دینے والا کوئی نہیں"۔ تو عرض یہ ہے کہ آپ زبان سے کہنے اور نہ کہنے میں ہی وفاداری اور بیوفائی کا معیار سمجھتے ہوں تو یہ صریح باطل ہے کیونکہ آپ کے دوسرے قول سے عقلاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم گورنمنٹ کے وفادار رہ کر بھی گورنمنٹ کے مخالفوں سے ہمدردی کر سکتے ہیں۔ پر اس کا آپ نے کیا ثبوت پیش کیا۔ اگر آپ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کوئی مثال پیش کرتے تو ہم ماننے کے لئے تیار ہوتے۔ لہذا اب ہم پھر مختصر طور پر اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ چونکہ آپ خود فرماتے ہیں کہ عدم تعاونی گورنمنٹ کے مخالف ہیں اور یہ مخالفت اس درجہ تک ہے کہ گورنمنٹ کو نکال کر خود اپنا سوراج قائم کریں۔ اب اگر گورنمنٹ کے نکال دینے اور سوراج کے قائم کرنے میں آپ ان کے ساتھ ہمدرد ہیں تو پھر ہمدرد ہو کر آپ ان کی قولاً اور فعلاً امداد کرینگے یا نہیں۔ اگر کرینگے تو اس صورت میں قولاً اور فعلاً ہمدردی یا امداد کرنا دوسرے فریق کو نقصان پہنچانا ہوگا۔ چنانچہ حضرت سعدی فرماتے ہیں ؎

بشو اے برادر ازاں دوست دست
کہ با دشمنانت بود ہم نشست۔

اگر اس سے آپ کو اتفاق نہ ہو تو ہم اپنے خداوند کا کلام بھی پیش کئے دیتے ہیں کہ "ایک نوکر دو خاوندوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ وغیرہ"۔ لہذا ہمارا دعوی ہونے کا قائم ہے تاوقتیکہ آپ اپنی ہمدردی کی صاف تعریف نہ کریں اور مطلب نہ تبلادیں۔ پھر

آپ کی آخری دلیل ہمدردی ہے۔" اُس کے علاوہ خداوند کا مطالبہ زیر بحث ہی گورنمنٹ کے مخالفوں سے ہمدردی کرنے کا ہے"۔ اگر ہم آپ کے اس فقرہ کے سمجھنے میں غلطی نہیں کرتے تو جواباً عرض یہ ہے کہ یہ مطالبہ زیر بحث تو باطل ٹھہرا۔ اس لئے کہ جب حال کے وہ نہ مسیحی ہیں اور نہ مسیحی اصولوں کے مطابق کوشش کرنے کا اقرار کرتے ہیں تو خداوند مسیح بھی اُن کے ساتھ جیل میں نہیں ہے۔

خادم ۔ جے ۔ مکلین ۔ فرخ آباد۔

خبریں

سر جان میفی چیف کمشنر صوبہ سرحد کو دیوانہ کُتّے نے کاٹ کھایا۔ کسول میں علاج کرا رہے ہیں۔ چند روز تک شملہ جائینگے۔

دہلی میں بارش کے زور سے سیلاب آگیا سلوک اجمیری تہ آب۔ بدھ کو لاہور میں بھی عمدہ بارش ہوئی۔ لیکن جلد بند ہوگئی۔

میونسپلٹی امرتسر میں گرلز سکول کی لڑکیوں کے ایک جلسہ کے متعلق فحش الزام لگانے پر اخبار ضیافت پنج پر فوجداری مقدمہ چلانے کا فیصلہ کیا گیا

پرکاش سٹیم پریس لاہور کی ضبطی ضمانت دو ہزار کی اپیل ہائیکورٹ پنجاب نے منظور کر لی۔ زمیندار اور سیاست رہ گئے۔

گنٹور میں سول نافرمانی کمیٹی کی آمد پر کانگریس و خلافت والنٹیروں کی ۷۰ گرفتاریاں ہوئیں میونسپل ہال پر پولس نے قبضہ کر لیا۔

بدھ کے روز امرتسر میں ایک سکھ نے چند معماروں پر جو ہرنام سنگھ میونسپل کمشنر کے ہاں کام کرتے تھے کرپان سے حملہ کیا۔

دو معمار سخت زخمی ہوئے۔ انہیں ہسپتال پہنچایا گیا پولیس اُسی وقت موقعہ پر پہنچی اور معاملہ کی تحقیقات کر رہی ہے۔

لودھیانہ میں سوامی گوبند کو ۲ سال قید محض کی سزا دی گئی۔ دو سال قید سخت پہلے سزا دی جا چکی ہے۔

پنجاب کونسل کے تازہ اجلاس میں گوردوارہ بل واپس لے لیا گیا۔ ممکن ہے نیا بل پھر سے تیار کیا جائے دیکھا چاہئیے۔

بمبئی شہر میں ڈاکوؤں کی دھا چیل گئی۔ ۲۴ گھنٹہ میں دو زبردست ڈاکے پڑے۔ چالیس ہزار کا نقصان ہوا۔

بمبئی کونسل میں سیاسی قیدیوں سے خاص سلوک کی قرارداد۔ ۳۰ مخالف راؤں کے مقابلہ میں ۳۱ موافق آرا سے منظور ہو گئی خوب

باردولی کانگریس کمیٹی نے حکومت بمبئی کے مسٹر جی۔ اے دیسائی کی جائیداد ضبط کرنے پر انہیں مبارکباد دینے کی تجویز کی ہے۔

ان کی جایداد جو ایک بھاری تعلقہ کی صورت میں تھی۔ بوجہ تارک موالات ہونے ضبط کی گئی ہے۔ یہ مبارکباد کا اچھا موقعہ ہے۔

تناولی کی خبر ایک مشہور ڈاکو جیبو لنگا نادر پالم کوٹہ جیل سے بھاگ گیا۔ خود بدولت تیسری مرتبہ اسی طرح بھاگے ہیں۔

کالکٹری علیگڈھ میں کشن لال اسٹامپ فروش کا بکس چوری ہوگیا۔ ان چوریوں سے سنسنی پھیل گئی ہے۔

ہوڑہ اسٹیشن پر ڈون پنجاب میل سے ۷ پنجابی جن کے پاس ۱۴ من افیون مالیتی ۱۴ ہزار روپیہ تھی گرفتار کر لئے گئے۔

مدراس کے سید محی الدین گلدستہ رضا کار نامی پمفلٹ شائع کرنے کے جرم میں زیر دفعہ ۱۲۴ا گرفتار کر لئے گئے۔

چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ الہ آباد نے مسٹر ستیا نارائن بی۔ اے کو سوراج گیت مالا کی تصنیف پر دو سال قید سخت کی سزا دی۔

شمس آباد فتحگڈھ کے سکرٹری کانگریس کمیٹی پنڈت چندر سین کو ڈیڑھ سال قید کی سزا ہوئی تھی۔ اب سامان بھی قرق ہوگیا۔

شہر بمبئی میں روزانہ ڈیڑھ لاکھ سیر دودھ خرچ ہوتا ہے جس کی مجموعی قیمت ڈھائی سیر فی روپیہ کے حساب سے ۶۰ ہزار روپے ہوتی ہے۔

روہڑی (سندھ) میں ایک چودہ سالہ لڑکا جلکر خاک ہوگیا۔ اُس کے باپ نے کسی غلطی کے لئے ڈانٹا تھا۔ اس لئے ایک بند کمرے میں اپنے اوپر تیل ڈال کر آگ لگا لی۔ دو گھنٹہ کے بعد پتہ چلا جب وہ بالکل جل چکا تھا۔

گورکھپور میں ایک مشہور ڈاکو جو چار سال کی قید بھگت رہا تھا اور جس پر قتل کا مقدمہ چل رہا تھا وہ معہ ایک وارڈر قیدی کے لوہے کی سلاخوں کو توڑ کر بھاگ گیا ہے۔

ایم۔ آر علی محمد نامی ایک سندھی مسلمان کو جس کا تعلق لیپٹنو خاندان سے ہے پریسیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی نے واٹسن ہوٹل بمبئی کو جعلی چک دے کر ۱۵۰ روپے کا دھوکہ دینے کے جرم میں سزا دی ہے اس نوعیت کے جرایم میں ملزم قبل ازیں چار مرتبہ سزایاب ہوچکا ہے۔

کوٹ نجیب اللہ (ضلع ہزارہ) ہندو مسلمانوں کے فساد کی نہایت ہی افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ جس میں ہر دو فریق کے آدمی زخمی ہوئے ہیں۔



(بقیہ مضمون صفحہ ۳ سے آگے) فی صدی سچا ہوے جانباز عشاق جو اس پری کی محبت میں تباہ اور برباد ہو رہے ہیں ہر شہر قصبہ اور دیہات میں پائے جاتے ہیں یعنی ماہ وش کا عاشق صدمۂ ہجر میں بیمار ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب لطف کی بات ہے کہ اس پری کے شیدائی باوجودیکہ انہیں ہر روز وصل حاصل ہوتا ہے۔ اکثر دل وجگر کی بیماری میں مبتلا پائے جاتے ہیں تکلیفوں پر تکلیفیں اُٹھاتے ہیں۔ لیکن اس کی محبت کا دم بھرتے جاتے ہیں۔ بقول شخصے

یار کاہوں ہی دیوانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو
نادان کہو یا تم دانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

بڑے بڑے دولتمند اور صاحب جائیداد اصحاب اس پری کے دام عشق میں گرفتار ہو کر رفتہ رفتہ روٹیوں کو محتاج ہو کر اور باپ دادوں کے چمکیلے ناموں کو کلنک کا ٹیکہ لگا کر مر گئے اور بہت سے اس بلا میں آجتک گرفتار ہیں جن کے جورو بچے بھوکے ننگے زندگی بسر کر رہے ہیں اور جن کا انجام بھی آخر کار جہاں تک اندازہ کیا جاسکتا ہے یہی ہوگا۔

اس پری کے عاشقوں نے اسے اپنے قبضہ میں کر لینے کے لئے کچھ کم دیوانے پن سے کام نہیں لیا میرا مطلب ہے کہ کچھ کم عقلمندی سے کام نہیں لیا اور کیا کیا بندوبست نہیں کیا۔ ڈر تھا اور ڈر ہے کہ پری ہے اڑ کر پر رکھتی ہے۔ کہیں اڑ کر غائب نہ ہو جائے اور فرقت کے صدموں سے اس کے دیوانے سر پٹک پٹک کر جان نہ دے ڈالیں۔ فوراً شیشہ کی بوتلوں میں پری کو قید کیا۔ لیکن واہ رے تقاضائے محبت کہ اس کی یوں قید بھی گوارا نہ کر سکے۔ ہر روز ہزاروں اس پری کو نہایت محبت وپیار کے ساتھ شیشہ میں بند کرتے رہتے ہیں اور ہزاروں اسے ہر روز شیشہ کی قید سے رہا کر کے گلاس میں رکھ کر محبت اور پیار کی نگاہوں سے دیدار بازی کرتے ہیں اور جب فرط عشق سے بیتاب ہو جاتے ہیں اور ضبط کا بالکل یارا انہیں رہتا تو اس پری کے شیدائی گلاسوں کو اپنے منہ سے لگا لیتے ہیں اور غٹا غٹ کر کے جھٹا جھٹ پیٹ میں اتار جاتے ہیں۔ بس یہی اس پری سے وصل حاصل کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ یہ پری اپنے شیدائیوں کو بُری طرح استعمال کرتی ہے۔ بُرے افعال کی طرف رغبت دلاتی ہے۔ بزرگوں اور دوستوں کی شان میں گستاخی کرا دیتی ہے جورو کا زیور اور گھر کے برتن بلکہ کپڑے تک بکوا دیتی ہے اور اکثر اوقات شکلیں بدھوا دیتی ہے۔ حوالات کی اندھیری کوٹھڑی کی سیر کروا دیتی ہے۔ مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں پیش کروا کر سزا جرمانہ یا سزا قید کروا دیتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ اس پری سے سچی محبت کرنے کے انعامات ہیں۔

انہیں وجوہات سے اور اپنی انہیں نیچرل معلومات سے یہ پری زہری چھری اور زہریلی ناگن ثابت ہو چکی ہے۔ کیونکہ دل وجگر کو بھی اپنے زہر سے پھونک کر سوختہ بنا دیتی ہے۔ اس کے جوہر دن بدن ہم پر کیا دنیا پر عیاں ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جن کے باعث یہ پری ہندوستان میں بُری طرح بدنام ہو گئی ہے اور اب بہت ہیں جو اس کے پیار ومحبت کا دم بھرنے سے تائب ہوتے جا رہے ہیں اور بہت ہیں خاصکر ہم مسیحیوں میں کم تعداد سے لوگ ہیں۔ جو اس پری سے دل لگا کر اس کی محبت میں دیوانے۔ بنے ہوئے ہیں اور ایسے کہ اگر ایک روز ملاقات نہ ہو تو صدمۂ فرقت میں آٹھ آٹھ آنسو روتے ہیں۔ غیر مسیحی طبقات میں ہر طرف اظہار ناراضگی کیا جا رہا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس پری کی محبت میں جو ہر روز بلاناغہ چڑھے اور چادروں کی بھی مجلس گرم کرتی رہتی ہے یا جس کی محبت کا چڑھے اور چادر بھی دم بھرتے ہیں (مسیحی طبقہ میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ اُدھر گاندھی اور دیگر لیڈرس نے (جن میں ہمارے چند مسیحی لیڈرس بھی شامل ہیں۔ مثلاً پادری اینڈریوز صاحب۔ مسٹر اسٹوکس صاحب مسٹر جارج جوزف صاحب مسٹر جوزف بپٹسٹ صاحب وغیرہ) نے اس فاحشہ پری کو دریا برد کر دینے کی ٹھان لی ہے تو ادھر ہمارے بعض مسیحی بھائیوں نے اس پری کو اپنی پناہ اور امان میں چھپا رکھنے کی تجویز کر لی ہے۔ رنگ وروغن عیاری بہت کچھ تلاش کیا۔ مگر نہ ملا۔ اگر ملجاتا تو ضرور اس پری کا چہرہ تبدیل کر دیتے۔ اب جب کچھ اور نہ سوجھی تو نام تبدیل کر دیا۔ اب بعض مسیحی اصحاب اس کو شیشہ میں کی پری یا دختر رز نہیں کہتے۔ اور شراب خانہ خراب کہنا تو مکروہ سمجھتے ہیں۔ اب اسکو

شیرنی کا دودھ

کہکر یاد فرماتے ہیں (باقی آئندہ)

راقم۔ پی۔ ایس۔ این۔ دین۔ قریشی خنجر شلوی۔
از کوہ منصوری۔

ضرورت

مسیحی لڑکوں کے سکول کیلئے ایک تجربہ کار ہوس ماسٹر کی ضرورت ہے۔ لڑکوں کی پڑھائی دسویں جماعت تک ہے۔ نیک چلنی اور کام کے تجربہ کی چٹھیوں کے ساتھ ذیل کے پتہ پر درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔
مسٹر اے۔ جے۔ ڈینس۔ امریکن مشن منٹگمری۔

ضرورت

دو اینگلو ورنیکولر مڈل پاس نوجوانوں کی ضرورت ہے جن کو ڈریسنگ کا کام سکھا کر ہسپتال کے سٹاف میں شامل کر لیا جائیگا۔ درخواستیں ذیل کے پتے پر بھیجنی چاہئیں۔ المشتہر۔ میڈیکل افسر انچارج مشن ہاسپٹل جگادھری ضلع انبالہ

اشتہار ۲/۲

میری زوجہ مساۃ سلومی رحمین ساکن اگر قریباً آٹھ سال ہوئے کہ میری غیر حاضری میں گھر سے روپوش ہوگئی۔ جس کی تلاش اب تک کی گئی۔ مگر پتہ ندارد۔ چونکہ اُس کا پتہ نہیں کہ طلاق دی جاوے۔ لہذا آج اشتہار کے ذریعہ مطلع کرتا ہوں کہ اب میں دوسری شادی کرنے پر آمادہ ہوں اور ایک ماہ کے بعد اُس کا کوئی دعویٰ عدالت سے یا مشن سے بندہ پر نہ چل سکیگا۔

المشتہر:۔ ڈی۔ جانیتھن۔ راولپنڈی۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر:۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ۔ ضلع۔ گورداسپور

نورافشان کے نامہ نگار ہر ماہ ایک مضمون ضرور ارسال کریں۔ ورنہ اخبار کی قیمت لی جاویگی۔

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اُردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی خبریں اور کرسچن اینڈیور کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ سالانہ چندہ حسب تنخواہ خریداران ایک روپیہ سے تین روپیہ تک ہے نمونے کا پرچہ پادری ایچ ہینڈی بی ایس سی ایڈیٹر و مینیجر مخزن مسیحی فتحگڈھ یو۔ پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

آردو کی پہلی کتاب	۲	رومن پنجابی پرائمر	۱؍
" دوسری	۳	تیوہار۔ اسلام میں مسیح	۱؍
صحت جسمی کا تیرتھ	۱	دیدوں کی اصل	۳؍
مسئلہ التخلیق	۲	دو سوال	۳؍
صراط المستقیم	۸	ینابیع القرآن	۳؍

ملنے کا پتہ۔ مینیجر کرسچن بک سٹور لودیانہ

دستور العمل نورافشان

سالانہ قیمت ہندوستان کے حدود کے اندر　ہے
غیر ممالک سے　للعہ
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا ۱/۴ حصہ	معہ	عـہ	عـہ
چوتھائی کالم	عـہ	عـہ	للعہ
نصف کالم	عـہ	للعہ	معہ
پورا کالم	للعہ	معہ	ما
پورا صفحہ	ما	ماصہ	سا

۳ ماہ سے کم عرصے کے لئے ہر ایک اندراج فی سطر ۲؍
لیکن کسی اشتہار کے لئے عہ روپیہ سے کم نہ لیا جائیگا

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

۱۸۷۵ء سے قائم ہے

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۳ء سے تین جماعتیں لوئر پرائمری کی ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

حصہ ہائی کے طالب علم برائے حصول تعلیم مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک فی طالب علم چھ روپیہ ماہوار اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری فیس کا ۳/۴ ہے متفرق خرچ اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم ہے کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جو کشتا عہ سے عالہ کرو کو نول عہ سے عہ تک مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مژدہ

مینیجر نورافشان کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نورافشان بنا کر اُس کا پتہ مینیجر کے دفتر میں بھیجدیوے اور اُن کے نام پر نورافشان کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دیوے تو ایسے خریدار کو ایک ماہ مفت اخبار دیا جائیگا۔

مینیجر نورافشان

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نورافشان ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔